عدلِ جہانگیری

شبلی نعمانی

قصرِ شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گزر — ایک دن "نور جہاں" بام پہ تھی جلوہ فگن
کوئی شامت زدہ رہ گیر ادھر آ نکلا — گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن
غیرتِ حسن سے بیگم نے طپنچہ مارا — خاک پر ڈھیر تھا اک کشتۂ بے گور و کفن
ساتھ ہی شاہِ جہانگیر کو پہنچی جو خبر — غیظ سے آ گئی ابروئے عدالت پہ شکن
حکم بھیجا کہ کنیزانِ شبستانِ شہی — جا کے پوچھ آئیں کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن
نخوتِ حسن سے بیگم نے بصد ناز کہا — میری جانب سے کرو عرض آبہ ئین حسن
ہاں مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہیں — مجھ سے ناموسِ حیا نے یہ کہا تھا کہ "بزن"
اس کی گستاخ نگاہی نے کیا اس کو ہلاک — کشورِ حسن میں جاری ہے یہی "شرعِ کہن"

مفتیٔ دین سے جہانگیر نے فتویٰ پوچھا — کہ شریعت میں کسی کو نہیں کچھ جائے سخن
مفتیٔ دیں نے بے خوف و خطر صاف کہا — شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اڑا دو گردن
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اُٹھے — پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن
ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ "اندر جا کر — پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن
پھر اسی طرا اسے کھینچ کے باہر لائیں — اور جلاد کو دیں حکم کہ "ہاں تیغ بزن"
یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی — تھی جہانگیر کے پردہ میں شہنشاہ زمن
اس کی پیشانی نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ — جا کے بن جاتی تھی اوراقِ حکومت پہ شکن
اب نہ وہ نور جہاں ہے نہ وہ اندازِ غرور — نہ وہ غمزے ہیں نہ وہ عربدۂ صبر شکن

اب وہی پاؤں ہر ایک گام پہ تھراتے ہیں جن کی رفتار سے پامال تھے مرغانِ چمن
ایک مجرم ہے کہ جس کا کوئی حامی نہ شفیع ایک بیکس ہے کہ جس کا نہ کوئی گھر نہ وطن

خدمتِ شاہ میں بیگم نے یہ بھیجا پیغام خوں بہا بھی تو شریعت میں ہے اک امرِ حسن
مفتی شرع سے پھر شاہ نے فتویٰ پوچھا بولے جائز ہے رضامند ہوں گر بچہ و زن
وارثوں کو جو دیئے لاکھ درم بیگم نے سب نے دربار میں کی عرض کہ اے شاہِ زمن
ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص قتل کا حکم جو رُک جائے تو ہے مستحسن!
ہو چکا جبکہ شہنشاہ کو پورا یہ یقیں کہ نہیں اس میں کوئی شائبہ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سوئے حرم تھی جہاں نور جہاں معتکفِ بیت حزن

دفعتہً پاؤں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا
"تو اگر کشتہ شدی آہ چہ می کردم من"

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر
ایک عالمانہ کتاب

رفیق الصائمین

تالیف : مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب

☆☆☆

ناشر : جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر۔ ۱۵ کراچی